رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸ تاریخ کو قادیان دار الامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۴ | قادیان مورخہ ۷ نومبر ۱۹۲۹ء مطابق ۴ جمادی الآخر ۱۳۴۸ء | نمبر ۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دار الامان کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ جو طبی مشورہ کیلئے ۲۵ ر اکتوبر کو لاہور تشریف لیگئے تھے۔ وہاں سے اطلاع آئی ہے۔ کہ ڈاکٹری معائنہ میں گردوں کے متعلق کوئی بیماری نہیں معلوم ہوئی۔ اب انتڑیوں کی تکلیف کا ایکس رے کے ذریعہ معائنہ کرانے کیلئے ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے۔ جو بدھ یا جمعرات کو ہوگا۔ اس کاپی کے لکھنے تک کوئی مزید اطلاع نہیں آئی۔ اللہ تعالے بخیریت تمام حضور کو واپس لائے آمین ٭

(۲) خاکسار ایڈیٹر فاروق ایک جلسہ کی تقریب پر جو غیر احمدیوں کی طرف سے بمقام ڈچکوٹ ضلع لائل پور ۲ و ۳ ر نومبر کو ہوگا۔ غیر احمدیوں کے بار بار درخواست کرنے پر یکم نومبر کو ڈچکوٹ روانہ ہوا۔ اور مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری بھی میرے ساتھ تشریف لے گئے۔ وہاں سے ۵ ر نومبر تک انشاء اللہ واپس آؤں گا ٭

(۳) یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائیگی۔ کہ اخویم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سلمہ اللہ کے حرم ثانی کے بطن سے خدا تعالے نے فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالے اس مولود مسعود کو والدین و سلسلہ

مذبح قادیان کے متعلق کمشنر لاہور کا فیصلہ

ہندوؤں کا اپیل نامنظور

ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور سے تجدید لائسنس کے بعد مذبح کھل جائیگا

۲۸ ر اکتوبر ۲۹ء کو مسٹر فرگوسن کمشنر لاہور نے ہندوؤں کی اپیل مذبح قادیان کا فیصلہ سنادیا۔ اس کی اطلاع بذریعہ تار ۲۹ ر اکتوبر کو منجانب مفتی محمد صادق صاحب لاہور سے بنام مولوی شیر علی صاحب مقامی امیر جماعت قادیان پہنچی۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ ہندوؤں کی اپیل نامنظور ہوگئی ہے۔ امتناعی احکام اس وقت تک برقرار رہیں گے۔ جب تک ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور لائسنس کی تجدید کردیں۔

فاروق۔ تجدید لائسنس انشاء اللہ بہت جلد ہو جاویگی۔ اور مسلمان قادیان خدا کے فضل سے اپنے واجبی اور جائز حقوق سے مستفید ہو کر خدا کی حمد و شکریہ ادا کرینگے۔ اور الحمد للہ قادیان میں

قابل فروخت موٹریں

ایک فورڈ کار ایک فورڈ لاری اور ایک فورڈ لاری کھلی ہوئی کا مکمل سامان فروخت کرنا ہے۔ اگر کوئی دوست ان کو کرایہ پر چلانے کے لئے خریدنا چاہیں۔ تو ان کے لئے نہایت نفع رساں سودا ہے۔ وہ خود آکر دیکھ لیں۔ اور سودا کر کے خرید کر فائدہ حاصل کریں۔ بہت ارزاں قیمت پر یہ سودا ان کو ملیگا۔ کیونکہ قادیان میں ریل کے آنے سے موٹر سروس کا کام بالکل بند ہوگیا ہے۔ جملہ خط و کتابت معرفت منیجر فاروق قادیان کریں ٭

قابل فروخت مکان

محلہ دار الفضل میں خداداد خانصاحب رسالدار مرحوم کا ایک مکان پختہ جو ایک کنال زمین میں بنا ہوا ہے جس کے نیچے دو مکان معہ بیٹھک اور ایک چھوٹا سا باغ اور اوپر دو بالاخانہ ہیں۔ اور اس کے اندر کنواں بھی موجود ہے۔ اور دو طرف راستہ عام ہے۔ مرحوم کے ورثا فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جو دوست خریدنا چاہیں۔ وہ خود آکر دیکھ لیں اور بعد پسندیدگی قیمت کا فیصلہ کرلیں۔ مکان نہایت با موقعہ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا گلدستہ

— علم الدین قاتل راجپال کے والد طالع محمد نے حکومت پنجاب کو یہ تار دیا ہے۔ کہ پریوی کونسل نے علم الدین کی سزا موت بحال رکھی ہے۔ علم الدین میانوالی جیل میں ہے۔ ہم اُس کے رشتہ دار انتہائی افلاس کے باعث میانوالی پہنچکر اُس سے اسکی موت کے قبل ملاقات کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس لئے درخواست ہے۔ کہ علم دین کو لاہور لایا جائے اور اُس کی موت کے بعد اُس کی نعش کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔ تاکہ نعش کو علم الدین کی وصیت کے مطابق لاہور میں دفن کیا جاوے ؛

— ۱۱ر اکتوبر کو جے گوپال وعدہ معاف گواہ سلطانی کی شہادت مقدمہ سازش لاہور میں اسپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں ہوئی۔ جب جے گوپال عدالت میں آیا۔ تو ملزموں نے کھڑے ہو کر یہ نعرے لگائے غدار کا بیڑہ غرق کر دو۔ ملزموں نے اس کی شہادت پر شرم شرم کے نعرے لگائے۔ ... ...

... ... جے گوپال نے کہا۔ کہ صاحب یہ سچی باتیں ہیں۔ یہ سنکر ملزم پریم دت نے جے گوپال پر اپنا سلیپر کھینچ کر مارا۔ جے گوپال نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ اور سلیپر دیوار پر جا لگا ؛

— اسپیشل مجسٹریٹ نے دریافت کیا۔ کہ یہ جوتہ کس نے پھینکا ہے۔ پریم دت نے کہا۔ کہ یہ جوتہ میں نے پھینکا ہے۔ اس کی تمام ذمہ داری میں اپنے اوپر لیتا ہوں ؛

— اسپیشل مجسٹریٹ نے حکم دیا۔ کہ جب وعدہ معاف گواہ جے گوپال کو عدالت میں لایا گیا۔ تو پریم دت ملزم نے کہا۔ کہ میں نے وعدہ معاف گواہ پر جوتہ پھینکا ہے۔ اور شرم شرم کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔ میری رائے میں وعدہ معاف گواہ اور دیگر لوگوں کو جو عدالت میں موجود ہیں۔ خطرہ ہے۔ اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ ملزمین کو ہتھکڑیاں لگا کر فوراً جیل میں لے جایا جائے۔ میں مقدمہ کل پر ملتوی کرتا ہوں۔ چنانچہ دو درجن کے قریب کنسٹیبل اور افسران پولیس کمرہ عدالت میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے ملزموں کے کٹہرہ کا کافی محاصرہ کر لیا۔ اور بھگت سنگھ اور دت کے علاوہ تمام ملزموں کو ہتھکڑیاں لگا کر جیل میں واپس لے گئے۔ ملزموں نے جیل سے جاتے وقت ملوکیت تباہ؟ اور انقلاب زندہ باد کے نعرے لگائے۔

— آریہ سوراجیہ سبھا نے بلدیہ لاہور سے یہ درخواست کی تھی۔ کہ جہاں مال روڈ اور میکلوڈ روڈ ملتی ہیں۔ وہاں لالہ لاجپت رائے کا بت بنانے کے لئے جگہ دی جائے۔ سکرٹری بلدیہ نے اس درخواست پر یہ لکھا ہے۔ کہ یہاں جگہ نہ ملنی چاہیئے۔ اب یہ درخواست جنرل کمیٹی کے سامنے پیش ہوگی ؛

— لاہور میں کانگرس کے سلسلہ میں گورنمنٹ کی طرف سے پولیس کا زبردست انتظام ہو رہا ہے۔ چنانچہ بہت سی پولیس بھرتی بھی کر لی گئی ہے کانگرس پولیس کے لئے جن کو بعض لوگ اب جواہر لال پولیس کے نام سے پکارنے لگ پڑے ہیں۔ گورنمنٹ نے ۹۲۴۸۱۱ روپیہ منظور کیا ہے ؛

— کابل کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ بچہ سقہ نے جبل السراج پر مغلوب ہو کر غازی نادر خاں کی اطاعت قبول کر لی ہے کہتے ہیں۔ کہ اس کے مشیر اعلیٰ سید حسین نے بھی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اس اطاعت کا مطلب یہ ہے۔ کہ کوہ دامن و شمالی صوبہ دونوں نادر خاں کی عملداری میں آ گئے ؛

— اٹلی کے اخبارات کا بیان ہے۔ کہ سنیئر مسولینی وزیر اعظم اٹلی کے پانچ مکانات کے فاصلہ پر شاہ امان اللہ خاں اپنے سابق سفیر روما کے ساتھ ایک دیہاتی کے مکان میں رہتے ہیں۔ ان کے لئے نیا مکان زیر تعمیر ہے۔ فی الحال ان کے پانچ بچوں کو ایک مکان میں سونا پڑتا ہے۔ امان اللہ خاں کو کوئی خاص شوق نہیں ہے یہ اپنا وقت اپنے بچوں کو تعلیم دینے میں صرف کرتے ہیں۔ ملکہ ثریا کا بھی یہی شغل ہے۔ ان کا بڑا لڑکا تعلیم کے لئے پیرس گیا ہے۔ دو بڑی لڑکیاں۔ اور دو لڑکے روما میں ایک سکول میں تعلیم پاتے ہیں۔

— امان اللہ خاں زیادہ تر اپنے گھر میں رہتے ہیں۔ گویا کہ گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کو اٹالوی کھانا بہت مرغوب ہے۔ ان کے پاس ایک اٹالوی باورچی ملازم ہے ؛

— زار روس کے زمانہ کے ۵ جرنیلوں کو بغاوت کرنے کی کوشش کے الزام میں سزاء موت ذریعہ پھانسی دی گئی ؛

— احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے فضل کریم خاں درانی سابق انچارج برلن مسلم مشن و مسجد کے خلاف زیر دفعہ ۴۰۸/۴۰۹ تعزیرات ہند ۱۸ر اکتوبر کو خیانت مجرمانہ کا مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ الزام یہ ہے۔ کہ اُس نے انجمن کی اجازت اور علم کے بغیر دوران ملازمت میں مسجد اور اس کے ملحقات کو مبلغ سولہ ہزار طلائی مارک کے عوض گرو رکھ کر رقم وصول کی۔ اور اسے اپنے ذاتی تصرف میں لایا۔ اور انجمن کو کوئی اطلاع نہ دی۔ ملزم کے خلاف وارنٹ دس ہزار روپے کی ضمانت کے جاری ہوئے تھے۔ مگر اس کی روپوشی کی وجہ سے اب تک تعمیل وارنٹ نہ ہوئی۔ ۲۲ر اکتوبر کو عدالت نے وارنٹ بلا ضمانت جاری کر دیئے ہیں۔ اور اشتہار گرفتاری بھی دیدیا ہے ؛

— امان اللہ خاں کے پیغام تہنیت کے جواب میں جنرل نادر خاں نے ایک برقی پیغام بھیجا ہے۔ جس میں انہیں یقین دلایا ہے۔ کہ میں نے قوم کے اصرار پر بادشاہت قبول کی ہے۔ اور وعدہ کیا ہے۔ افغانستان کو ترقی اور تہذیب کے اعلیٰ مقام تک پہنچانے میں ہر ممکن کوشش کروں گا۔ امان اللہ صاحب کو یہ یقین بھی دلایا گیا ہے۔ کہ میں اور افغان قوم ان خدمات کو جو آپ نے اپنے عہد حکومت میں انجام دی ہیں۔ فراموش نہیں کر سکتے ؛

— ملک معظم نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ امسال بھی ۱۱ر نومبر کو ۱۱ بجے دو منٹ خاموش رہ کر یوم متارکہ منایا جائے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۷ ر نومبر ۱۹۲۹ء

انجمن شباب المسلمین بٹالہ کا مناظرہ سے شرمناک فرار

بٹالہ میں چند غنڈوں کی ٹولی نے ٹکے کمانے کے لئے ایک سماج بنائی ہے۔ جس کا نام "شباب المسلمین" رکھا ہے۔ جو درحقیقت "سباب المسلمین" ہے۔ جس کا تمام گذارہ پاکوں اور راستبازوں خدا کے نیک بندوں حقیقی مسلمانوں کو رات دن اشتہاروں اور تقریروں کے ذریعہ گالیاں دینے سب و شتم کرنے پر ہی ہے۔ قادیان کے مذہب کے خلاف اس دشمن اسلام سماج نے ہندوؤں سے پیسے لیکر بڑے بڑے خلاف اشتہار دیئے۔ انہیں خدا اور رسول سے شرم ہے نہ مخلوق سے حیا۔ دین جائے بار ہے۔ ان کو اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ ہندوؤں کے صدقات لیکر اسلام کے خلاف لکھنے والے مسٹر ظفر علی خاں سابق مولانا حال آقا کے ہمزاد اگر معلوم کرنا ہو۔ تو یہ شیاطین الانس انسانی شکل میں دور سے نظر آجائیں گے۔ اپنی شامت اعمال سے وہ آج کل ایک جلسہ بٹالہ میں احمدیوں کے خلاف رچنے والے ہیں۔ جس کی رونق بڑھانے کی غرض سے بٹالہ کی احمدیہ جماعت کو مباحثہ کا چیلنج دے بیٹھے۔ انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ یہ چیلنج خود ان کے لئے ہی ذلت کا موجب ہو جائیگا۔ احمدیوں نے چیلنج منظور کر کے شرائط مناظرہ طے کرنا چاہا۔ تو بیچارے سباب المسلمین کے ممبر لگے بغلیں جھانکنے اور حیلہ بہانہ کرنے۔ مگر احمدیوں سے پیچھا چھڑانا آسان نہیں تھا۔ تاوقتیکہ کھلم کھلا فرار نہ کریں۔ آخرکار مناظرہ سے بھاگے اور بری طرح دُم دبا کے بھاگے۔ ان کے اس فرار و گریز کا ثبوت ذیل کے اشتہار سے ایسا واضح ہو جاتا ہے۔ کہ کسی مزید دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ بٹالہ کے اہلحدیث لوگوں نے سباب المسلمین سماج کے فرار کا کھلے اور صاف لفظوں میں اقرار کر کے اپنی طرف سے احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا ہے جو وہ بھی جماعت احمدیہ بٹالہ نے منظور کر کے ۳۰ ر نومبر کو مناظرہ مقرر کیا ہے۔ ذیل میں ہم بلا کسی ریمارک کے اہلحدیث کا اشتہار جو "للکار" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ سباب کی سماج کے فرار کی شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے

للکار

زباں پر دل سے اب آنے لگا راز نہاں ان کا
کہ ہو جائے الٰہی حال رسوائے جہاں ان کا
نگاہیں دیکھ کر کل کائنات دہر کانپ اٹھی
جو میرے لب پہ آنے کو ہوا راز نہاں ان کا

حضرات:۔ انجمن شباب المسلمین بٹالہ کے کارکنوں نے جماعت مرزائیہ کو چیلنج مناظرہ دیکر اور خود ہی مناظرہ سے گریز کر کے مسلمانان بٹالہ کو اس قدر شرمندہ کرایا ہے۔ کہ جس کی مثال ملنی محال ہے۔ جہاں تک ہم نے غور کیا ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ چیلنج دیتے وقت شباب والوں کو علم نہ تھا کہ پنجاب چھوڑ انڈیا بھر سے بھی سنی مناظر نہیں ملے گا۔ لیکن جب سخت تلاش اور خطوط کی بھرمار کے باوجود انہیں سُنی مناظر دستیاب نہ ہو سکا۔ تو مایوس ہو کر حیلوں اور بہانوں سے مناظرہ کو ٹالنے لگے جبکہ وہ بڑے طمطراق سے چیلنج دے چکے تھے۔ سو اب سنیوں کے ایسے کھلے گریز اور فرار کے باعث مرزائی جو بھی ڈینگیں ماریں اور شیخیاں بگھاریں بجا اور درست ہیں؟

لیکن ہم ڈنکے کی چوٹ کہے دیتے ہیں۔ کہ یہ قصور اور غلطی انجمن شباب المسلمین کے ان چند سُنی کارکنوں کی ہے۔ جو خود ہی سب کچھ بنے بیٹھے ہیں۔ اور انجمن مذکور کی آڑ میں پبلک سے روپیہ بٹور کر بدعتی خیالات پھیلانے کے متمنی اور جویاں ہیں۔ حالانکہ انجمن شباب المسلمین کوئی بدعتی سنیوں کی نہیں ہے۔ بلکہ اس میں دیگر فرقہ ہائے اسلام کے بھی بہت سے ممبر ہیں۔ سو انہیں سُنی مناظر دستیاب نہ ہو سکنے کی حالت میں چاہیئے تھا۔ کہ اہل الحدیث یا دیگر فرقہ کے ممبران سے مشورہ کر لیتے۔ لیکن افسوس انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور کرتے بھی کیوں؟ جبکہ وہ انجمن مذکورہ کو صرف اپنی ہی ملکیت بنائے بیٹھے ہیں؟

آخر میں ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ انجمن شباب المسلمین (جو کہ آج کل چند نوخیز اور ناتجربہ کار لڑکوں کے ہاتھ میں ہے) نہ مسلمانان بٹالہ کی نمائندہ ہے۔ اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس کے فرار سے مسلمانانِ بٹالہ پر کوئی حرف یا الزام نہیں آسکتا؟

ہاں مرزائی حضرات اب بھی مناظرہ کرنا چاہیں تو ہم سے شرائط وغیرہ طے کر کے مناظرہ کر لیویں۔ انشاء اللہ ہمیں وہ شباب والوں کی طرح فرار ہونے والے نہ پائیں گے۔ اور پرسوں تک تصفیہ ہو جانا چاہیئے۔ والسلام؟

(حافظ عبدالمجید (اہل الحدیث) بٹالہ)

حیدرآباد دکن

افسوس کے ساتھ مجھے فاروق میں یہ یاددہانی کرانی پڑی کہ مکرمی جناب حافظ عبدالعلی صاحب وکیل مظفر نگری اور محبی بشارت [illegible] صاحب وکیل ملک اللہ نے ۲ آٹھ اور گیارہ مرتبہ علی الترتیب فاروق کے وی پی بابت چندہ فاروق دو سال واپس کر دیئے۔ اور مسلسل خطوط کے [illegible] بھی یاددہانی کرائی۔ مگر ان کے جواب سے بھی محروم رہا۔ [illegible] کارڈ دیا گیا۔ اس کا بھی جواب نہ دیا۔ اسلئے مجبوراً آپ کو فاروق میں یاددہانی کرنی پڑی۔ مکرمی حافظ صاحب دس روپیہ اور سید [illegible] صاحب [illegible] ارسال فرما کر مشکور فرماویں [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاردا ایکٹ

پچھلے دنوں ہندوستان میں ایک بل رائے بہادر ہربلاس شاردا نے اسمبلی میں پیش کیا۔ جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ کسی لڑکی کی شادی ۱۴ سال سے قبل نہ ہو۔ اور نہ کسی لڑکے کی شادی ۱۸ سال سے قبل ہو۔

شاردا صاحب کے مدنظر یہ تھا۔ کہ یہ محض ہندوؤں کے لئے ہو۔ یہ بل ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ کہ وہ اس پر غور کر کے اسمبلی میں پیش کریں۔ چنانچہ اس کمیٹی نے اسمبلی کے اجلاس میں اس بات پر زور دیا۔ کہ یہ قانون محض ہندوؤں کے لئے ہی نہیں ہونا چاہئیے۔ بلکہ تمام ملک میں اس کا نفاذ ہونا ضروری ہے۔ اسمبلی کے اجلاس نے بھی اس کو منظور کر لیا۔ اور وائسرائے نے بھی اس کی منظوری دیدی ؛

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قانون ہندو صاحبان اپنے لئے بہت ہی مفید سمجھتے ہیں۔ اگرچہ یہ بل ان کی مسلّمہ کتب اور شاستروں کے بالکل مخالف ہے مگر ہندوؤں کا شاستروں کی تعلیم پر عمل کرنا اپنی تمدنی حالت کو خراب کرتا تھا۔ اس لئے ہندوؤں نے تو اس بل کا خیر مقدم کیا اور کر رہے ہیں۔ اور کرتے بھی کیوں نہ۔ جبکہ ان کی ہزاروں حسین لڑکیاں بچپن میں ہی بیوہ ہو جاتیں۔ اور اپنی خواہشات کو جائز طور پر پورا کر سکتی تھیں ؛

شاردا ایکٹ اگرچہ ہندوؤں کی مسلّمہ کتب کے بالکل مخالف ہے۔ لیکن ہندو صاحبان نے اس کا یہاں تک خیر مقدم کیا۔ کہ وہ اس ایکٹ کو عین اپنے شاستروں کے مطابق سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ پرتاپ ۳۰ اکتوبر میں ایک نوٹ ہے۔ میں انشاء اللہ کسی اور فرصت میں یہ ثابت کروں گا۔ کہ یہ ان کا کہنا بالکل غلط ہے۔ اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔

لیکن مسلمانوں کے لئے جو شریعت بنائی گئی۔ وہ بالکل فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ اور یہ اسلامی شریعت کی ہی خوبی ہے۔ اس لئے مسلمان اس قانون کو پسند کرنا تو الگ رہا شریعت کے بالکل مخالف اور اسلامی شریعت میں دخل اندازی سمجھتے ہیں۔ اور یہ بالکل صحیح اور امر واقعہ ہے۔

میں انشاء اللہ یہ واضح کر دوں گا۔ کہ شاردا ایکٹ محض شریعت کے ہی مخالف نہیں۔ بلکہ اخلاق اور طب کے بھی مخالف ہے۔ اسلامی شریعت مسئلہ نکاح اور ازدواج میں ہرگز ہرگز تحدید قائم نہیں کرتی۔ اور تحدید کے قائم نہ کرنے میں ہی فائدہ اور مصلحت ہے۔ وہ یہ کہ "دنیا کے ہر ایک حصے کی آب و ہوا دوسرے حصے سے مختلف ہے۔ اگر کسی ملک کی آب و ہوا گرم ہے۔ تو کسی کی سرد ہے۔ اگر کسی کی خشک ہے۔ تو کسی کی مرطوب ہے۔ اور یہ مسلّمہ امر ہے۔ کہ گرم ممالک کے باشندے بہ نسبت سرد ممالک کے باشندوں کے جلد بالغ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً عرب ہے۔ اس کے باشندے جلد بالغ ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح ہر ایک ملک کے بھی الگ الگ حصے ہیں۔ کوئی حصہ گرم ہے۔ تو کوئی سرد ہے۔ کوئی مرطوب ہے۔ تو کوئی خشک ہے۔ مثلاً ہندوستان میں ڈیرہ غازیخاں۔ سندھ۔ بلوچستان کا علاقہ ہے۔ جو کسی صورت میں بھی عرب کی گرمی سے کم نہیں۔ پس اس مسلّمہ قاعدے کی رُو سے اس حصے کی بھی لڑکیاں اور لڑکے جلد بالغ ہونگے۔ پس خدا اور اُس کے رُسول کے حکم کے ماتحت جب کوئی بالغ ہو جاوے۔ تو نکاح فرض ہو جاتا ہے۔ لیکن شاردا ایکٹ کی رُو سے وہ اسوقت تک شادی نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ لڑکی کی عمر ۱۴ سال اور لڑکے کی عمر ۱۸ سال نہ ہو جاوے۔ حالانکہ وہ اس عمر سے قبل بالغ ہو چکے ہیں۔ اور ان کو ہر قسم کی استطاعت بھی میسر ہے۔ تو وہ کیوں شادی نہ کریں۔ ورنہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلعم فرماتے ہیں۔ انّ سنتنا النکاح شوادکم عزالکم وارازال موتکم عزالکم۔ یعنی ہماری سنت نکاح ہے۔ تم میں سے جو مجرّد ہیں۔ وہ تم میں سے بُرے ہیں۔ اور جو بغیر نکاح مرجاویں۔ وہ مُردوں میں سے بُرے مُردے ہیں۔ تو ایسے لڑکے لڑکیاں جو اٹھارہ سال سے قبل اور چودہ سے قبل بالغ ہو چکے ہوں۔ اور ہر قسم کی انہیں آسائش اور استطاعت بھی میسر ہو تو اگر وہ شادی نہ کریں۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے فرستادہ کی سنت کے خلاف کریں گے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے۔ کیونکہ ہم لوگوں کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اور اسلئے اگر کوئی رسول مقبول کی سنت کی پیروی اور پھر سنّت موکدہ جو واجب کا حکم رکھتی ہے۔ نہیں کرتا۔ تو وہ خدا اور اس کے رُسول کے صریح خلاف کرتا ہے ؛

پس اس صورت میں شاردا ایکٹ تداخل فی المذھب یقیناً ٹھیرے گا ؛

ہاں کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے۔ کہ تداخل فی المذہب تو تب ہو۔ کہ جب فرض واجب کو روکا جاوے۔ اور نکاح تو واجب اور فرض نہیں۔ اس لئے شاردا ایکٹ کا ہونا تداخل فی المذہب کا موجب نہیں؟

لیکن یہ اعتراض تداخل فی المذہب کی تعریف کے علم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ تداخل فی المذہب کی کی تعریف یہ ہے۔ جن امور کو اسلامی شریعت نے مباح اور جائز قرار دیا ہے۔ اور ان کے کرنے میں اُسے ثواب ملتا ہے۔ تو ان امور کے بجالانے سے روکنا یا ایسے امور جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ کہ ان کو بجا نہ لایا جائے اور ان سے پرہیز کیا جاوے۔ تو ان امور کے بجالانے پر زور دینا یہ تداخل فی المذہب ہے۔ مثلاً

(۱) اسلامی شریعت نے گائے کے ذبح کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس اجازت کے خلاف مسلمانوں کو روکا جائے کہ گئے ذبح نہ کرو۔ تو یہ تداخل فی المذہب ہے ؛

(۲) اسی طرح ملبند آواز سے آذان دینا سنت ہے اگر یہ کہا جاوے۔ کہ ملبند آواز سے آذان نہ دی جائے تو یہ تداخل فی المذہب ہے ؛

(۳) اسی طرح اسلام نے کثرت ازدواج کی اجازت دی ہے۔ بشرطیکہ استطاعت اور عدل ہو۔ تو اس سے اگر روکا جاوے تو یہ تداخل فی المذہب ہے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) اسلام نے شراب کو مسلمانوں کے لئے حرام قرار دیا ہے۔ تو اس پر ایک قانون نافذ کر دیا جاوے۔ کہ ضرور شراب کا استعمال ہونا چاہیئے۔ تو یہ تداخل فی المذہب ہے ؛

(۵) اسی طرح اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ کہ زنا نہ کرو۔ تو ایک ایسا قانون بنا دیا جاوے۔ جس کے نتیجہ میں زنا لازماً کرنا پڑے۔ اور اس کی کثرت ہو۔ تو یہ تداخل فی المذہب ہے ؛

پس یہ کہنا کہ امور واجبہ میں تداخل فی المذہب ہو سکتا ہے۔ اور جائز اور مباح امور میں نہیں۔ تو یہ تداخل فی المذہب کی تعریف اور اس کی روح کے بالکل برعکس ہوگا۔

پس شاردا ایکٹ کا جاری ہونا یقیناً تداخل فی المذہب ہے۔ کیونکہ رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ من ترک سنتی فلیس منی۔ اور نکاح بھی سنت موکدہ ہے۔ تو جو لڑکا یا لڑکی ۱۸ سال اور ۱۴ سال سے قبل بالغ ہو جاویں۔ اور استطاعت بھی میسّر ہو۔ اور پھر وہ شادی نہ کریں۔ تو وہ رسول مقبول کی اِس سنت کے خلاف کریگا۔ اور رسول مقبول کی اس ارشاد کا مصداق ہوگا۔ ان سنتنا النکاح شوارکم عزالکم و اراذل موتکم عزالکم۔ کہ جو شخص نکاح نہیں کرے گا۔ وہ تم لوگوں میں سے سب سے بُرا ہوگا اور تمہارے مُردوں میں وہ سب سے زیادہ ذلیل ہوگا۔

پھر اسی طرح رسول مقبول نے فرمایا۔ النکاح من سنتی فمن رغب من سنتی فلیس منی ؛ کہ نکاح میری سنت ہے۔ جو میری سنت سے بے رغبتی کرتا ہے۔ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ یعنی میرا اُس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تو اس صورت میں ایسا شخص جو چودہ پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہونے کے علاوہ استطاعت بھی رکھتا ہے۔ اور پھر شادی نہیں کرتا۔ وہ یقیناً خدا اور اُس کے رُسول کی نافرمانی کرتا ہے ؛

پس اس صورت اور ان حالات میں عمر کی قید لگا دینا۔ اور اس قسم کی پابندیاں مقرر کرنا ہرگز ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ ایک مسلمان کو رسولِ مقبول کے ان احکامات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے اگر اس کی عمر پندرہ سال کی یا سولہ سال کی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ یقیناً شادی کرے گا۔ لیکن شاردا ایکٹ اس کے لئے ایک روکاوٹ ہے۔ کیونکہ ایک ماہ قید اور ہزار روپیہ جرمانہ بھی سر پر کھڑا ہے ؛

شاردا ایکٹ کا تداخل فی المذہب کا موجب ہونا تو الگ رہا اور بھی بہت سے نقصانات اور مضرات کا اندیشہ ہے۔ مثلاً ایک لڑکا سولہ سال کی عمر میں بالغ ہو گیا۔ لیکن قانون کی رُو سے وہ اٹھارہ سال سے پہلے شادی نہیں کر سکتا۔ اور اپنے نفس پر اُسے پورا قابو بھی حاصل نہیں۔ تو سوائے اس کے کہ وہ زنا کی طرف مائل ہو۔ اور اس کے اخلاق پر بُرا اثر پڑے اور کیا ہوگا۔ اور اس سے بڑھ کر وہ ساری عمر کی خوشی کو ضائع کر دیگا۔ اسی طرح لڑکیاں جو چودہ سال سے قبل بالغ ہونگی۔ یقیناً ان سے ایسے افعال کا ارتکاب ہوگا۔ جن سے ان کی عزت پر دھبہ آنے کے علاوہ ملک کی فضاء گندی ہو جاوے گی۔ اور یہ بات اور بھی قابل شرم اور ناقابل برداشت ہوگی۔ پھر پولیس کی اس معاملے میں دست اندازی ہوگی۔ کہ وہ تفتیش کرے۔ کہ واقعی لڑکے کی عمر اٹھارہ برس اور لڑکی کی چودہ برس کی ہے یا نہیں۔ اور پولیس آگے ہی ایسے معاملات میں گل کھلا رہی ہے اور گورنمنٹ کی نیک نامی کا کمال درجے کا باعث ہے اور پبلک میں بھی اچھی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اب اور بھی زیادہ وہ لوگوں کی نظروں میں پسندیدہ ہو جاویگی۔ اور لوگ پسند کریں گے۔ کہ پولیس آکر ہمارے خانگی معاملات میں دست اندازی کرے۔

مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ کیا اسمبلی کے ممبر سوئے ہُوئے تھے۔ جس وقت انہوں نے اس بل کو ایکٹ کی صورت میں کر دیا۔ اور جن مسلمانوں نے اس بل کی تائید کی۔ کیا وہ سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے اپنے علاقہ کے مسلمانوں کی پوری نمائندگی کی ہے۔ ہرگز نہیں ؛

پس شاردا ایکٹ ابتداء ہے اسلامی شریعت کے اُکھیڑنے کی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کل یہ اسمبلی میں بل پیش ہو جاوے۔ کہ صبح کے وقت آذان نہ دی جائے اور ختنہ کرانا بند کرا دیا جاوے۔ پس مسلمانوں کو اس وقت متفقہ طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ یا تو اس قانون کو منسوخ کیا جاوے۔ یا مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ رکھا جاوے۔ اور انہیں کے لئے اس ایکٹ کو رکھنا چاہیئے جن کے لئے ہر بلاس شاردا نے پیش کیا۔ اور یا اس قسم کی ترمیمیں کر دی جائیں۔ کہ شریعت اسلامی میں مداخلت نہ ہو۔

گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ نہ لگوائے۔ درآنحالیکہ اُس نے مذہبی آزادی کا اعلان کیا ہُوا ہے۔

(شیخ مبارک احمد احمدی عفی عنہ)

ہمارا نبی

(گذشتہ سے پیوستہ)

سوال ۸۴:۔ حضرت ابوبکر رضؓ مدینہ سے مکہ حج کے لئے کب تشریف لائے؟

جواب:۔ جس وقت کعبہ بتوں کی آلائش سے پاک ہو گیا۔ اُسی سال حضرت ابوبکر رضؓ مدینہ سے ۳۰۰ مسلمانوں کے قافلہ کے ساتھ حج کے لئے تشریف لائے ؛

سوال ۸۵:۔ کس نے سورہ برأت کا اعلان کیا؟

جواب:۔ حضرت علی رضؓ نے سورۃ برأت (توبہ) کا اعلان فرمایا۔ اور آئیندہ کے لئے کپڑے اتار کر زمانہ جاہلیت کی رسم کے مطابق طواف بند کیا۔ اور کعبہ میں مشرکوں کے داخلہ کی بندش کی گئی ؛

سوال ۸۶:۔ آنحضرت صلعم نے زندگی کے آخری ایام میں لوگوں سے کیا فرمایا؟

جواب:۔ فرمایا تم سے میری نسبت بھی سوال کیا جاوے گا۔ تو تم کیا کہو گے؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ بے شک آپ نے پیغام خداوندی پہنچا دیا۔ اور اپنا فرض ادا کیا۔ اور ہمیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصیحت کی۔ رسول کریم صلعم نے اس پر فرمایا۔ آگاہ رہو۔ میں نے پیغام پہنچا دیا۔ اے میرے پروردگار تو گواہ رہ ❊

سوال ۸۷: رسول کریم صلعم کی وفات کے وقت ملک عرب کی کیا حالت تھی؟

جواب:- وہ ملک عرب جہاں پر فاسد یہودیت و ذلیل مسیحیت نے گمراہ شدہ بت پرستی کے ساتھ ملکر خدائے واحد کے پرستاروں کے راستہ میں روڑے اٹکائے ہوئے تھے۔ رسول کریم صلعم کی تعلیم سے عرب کے لوگ حضور کی آواز پر لبیک کہکر خدائے واحد کے آگے جھک چکا ہے ❊

سوال ۸۸:- آنحضرت صلعم حج کی غرض سے مکہ کو کب تشریف فرما ہوئے؟

جواب:- رسول کریم صلعم وداعی حج کے لئے سنہ ۶۳ ولادت سنہ ۲۳ نبوت - سنہ ۱۰ ہجری و سنہ ۶۳۱ء کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ۶ ذی الحجہ کو حضور مکہ میں پہنچے۔ اور ناقہ پر سوار ہو کر کعبہ کا طواف فرمایا۔ پھر صفا اور مروہ میں سعی کی۔ ۸ ذی الحجہ کو ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کے ساتھ منا پر تشریف لے گئے۔ ۹ ذی الحجہ کو عرفات پہنچے۔ کوہ عرفات پر جب کہ رسول کریم صلعم (القصوا) پر سوار تھے۔ آپ نے خطبہ حج الوداع میں فرمایا۔ "لوگو میری بات سنو۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس سال کے بعد اس مقام پر تم سے ملنا ہو۔ تم عنقریب اپنے رب سے ملوگے۔ تم سے تمہارے اعمال کا سوال کیا جاوے گا۔ آگاہ رہو کہ میں نے اس کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اے خدا گواہ رہنا۔ امانتوں کی نگہبانی کرو۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو۔ نہ تم پر کوئی ظلم ہوگا۔ لوگو شیطان اس امر سے مایوس ہو گیا ہے۔ کہ اسکی پرستش کبھی بھی اس سرزمین میں کی جائے۔ لوگو تمہاری بیویوں کے تم پر اور تمہارے ان پر حق ہیں۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں خدا کی امانتیں ہیں۔ لوگو تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ مگر پرہیزگاری کے ساتھ۔ اس موقعہ پر حضور نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک ہاتھ کی انگشت شہادت دوسرے ہاتھ کی انگشت شہادت پر بطور علامت مساوات رکھی اور فرمایا۔ لوگو اور تمہارے غلام ان کا خاص خیال رکھنا۔ کہ انہیں تم وہی کھلاتے اور پہناتے ہو۔ جو خود کھاتے اور پہنتے ہو۔ اگر کوئی ایسی خطا ان سے ہو۔ جو تم معاف نہ کر سکو۔ تو ان کو علیحدہ کر دو۔ وہ خدا کے بندے ہیں۔ انہیں تکلیف نہ دو۔ لوگو تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جاوے گا۔ تم کیا کہوگے؟ انہوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں۔ کہ آپ نے پیغام خدا پہنچایا۔ اور اپنا فرض ادا کیا۔ اور ہمیں نصیحت کی۔ اس پر حضور اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھاتے اور اُسے لوگوں کی طرف جھکاتے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے۔ اے خدا گواہ رہ میں نے پیغام پہنچا دیا۔ تین مرتبہ آپ نے اسی طرح فرمایا۔ پھر فرمایا۔ کہ جو موجود ہیں وہ انہیں جو موجود نہیں۔ یہ پیغام پہنچاتے رہیں۔ ممکن ہے کہ سننے والوں سے وہ لوگ اس پیغام کی زیادہ حفاظت کریں۔ جنہیں پیغام پہنچایا جاوے۔ اس خطبہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔ ۹ ذی الحجہ کو ہی حضور مزدلفہ تشریف لے آئے۔ ۱۰ ذی الحجہ کو منا وارد ہوئے۔ اور یہاں قربانی فرمائی۔ ۱۳ کو منا سے کوچ کر کے مکہ تشریف لائے۔ اور تین دن بعد مدینہ تشریف لیگئے۔

(خاکسار عبد المجید خان)

ڈاڑھی

پچھلے سے پچھلے سال کا ذکر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے نے اپنی کسی تقریر میں فرمایا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کو ڈاڑھی رکھنی چاہیئے۔ اسلئے بھی کہ یہ حضرت نبی کریمؐ کی سنت ہے۔ اور اس لئے بھی کہ یہ ایک امتیازی نشان ہوگا۔ کہ یہ بچہ احمدی ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ حضور کے اس ارشاد کو بعض دوستوں نے معمولی ہدایت خیال کیا ہے۔ اس لئے ڈاڑھی کے کچھ فوائد ناظرین فاروق کے سامنے پیش کر کے ملتجی ہوں۔ کہ وہ اس سنت انبیاء پر ضرور عمل کریں۔ بلکہ حسب مثل مشہور "ہم ثواب و ہم خرما" کے مصداق بنیں ❊

مذہبی پیشوا اور حکماء عموماً دنیا کے بڑے بڑے ریفارمر مثلاً جناب سرور کائنات نبی کریمؐ نے بھی ڈاڑھی رکھی۔ اور اپنے ماننے والوں کو اس کے رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ سکھوں کے گورونانک جی مہاراج اور ان کے بعد کے سب گورو صاحبان نے بھی ڈاڑھی رکھی۔ اور اپنے چیلوں کو بھی اسکی طرف توجہ دلائی۔ عیسائی مذہب کے عالم و پادری بھی بالعموم اس کے پابند دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح بڑے فلاسفر اور حکماء مثلاً حکیم لقمان۔ بقراط۔ سقراط۔ افلاطون وغیرہ نے ڈاڑھی رکھی ❊

طبی فوائد ڈاکٹر آرتھر صاحب فرماتے ہیں "ڈاڑھی پھیکے اور بھونڈے خط و خال کو چھپاتی ہے۔ یہ دانتوں کی درد۔ اعصابی درد۔ زکام سے بھی بچاتی ہے" امریکہ کے ایک مشہور ڈاکٹر کہتے ہیں "کہ جس کی ڈاڑھی بڑھی ہوئی ہو۔ اسکی عمر بھی بڑی ہوتی ہے۔ اور ڈاڑھی کے بالوں کی رگڑ سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ جو دماغ میں پہنچکر قوت پیدا کرتی ہے" پھر فرماتے ہیں "دماغ سے جو ناک کے راستے ہوا آتی ہے۔ وہ زہریلی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے موچھوں کا کترنا بھی جائز قرار دیا ہے۔ کھانے پینے میں ڈوب کر اس کو بھی زہریلا نہ بنا دے"

اخلاقی فوائد جب انسان کے چہرے پر ڈاڑھی آ جاتی ہے۔ تو وہ ایسی حرکات سے جو کہ اس کے شان کے شایاں نہ ہوں کرنے سے گریز کرتا ہے اس لئے اس کو بردباری اور حوصلے سے کام لینا پڑتا ہے ڈاڑھی میں سفید بال آنے سے اپنے آپ کو پیر جان کر ایسے کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔ جو وہ جوانی میں کیا کرتا تھا۔ برخلاف اس کے منڈی ہوئی ہونے سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچوں میں شمار کرتا ہے۔ انہیں مغرور ہوتا ہے۔ ڈاڑھی والوں کو... مردہ دل و ذلیل خیال کرتا ہے ❊

اقتصادی فوائد - مونڈنے کے خرچ و معصیت سے بچ جاتا ہے۔ وہی پیسے کسی مفید کام میں لگا سکتا ہے۔ روزانہ ایک پیسہ خرچ ہو تو سال میں ۱۰-۵ روپے خرچ ہوتے ہیں ❊

تمدنی فوائد - ڈاڑھی سے آدمی بارعب و حلیم ہوتا ہے۔ اس کا اعتماد ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں سے جو ڈاڑھی منڈوائیں لوگ ڈر کر معاملہ کرتے ہیں ❊ پس میرے خیال میں ایسی بات جس کے کرنے سے بجائے فائدہ کے نقصان ہو۔ اور ساتھ ہی سنت رسول اللہ کی بھی مخالفت ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

حضرت مسیح موعود اور آپ کے اہلبیت پر پیغام پارٹی کا افتراء

(۳)

فتنہ کے اصل بانی،

میرے گذشتہ بیان سے یہ صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں جو بھی فتنہ پڑا۔ اس کا الزام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت پر ہرگز نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی جماعت احمدیہ قادیان پر اس کا کوئی الزام عائد ہو سکتا ہے۔ مگر طبعاً ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر اس فتنے کا تمامتر قصور کس فریق کے سر پر ہے۔

سو اس کے لئے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور رویاء و کشوف میں اس قسم کی تصریحات موجود ہیں۔ کہ جن سے ہم اس سوال کا یقینی طور پر جواب دے سکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کا اصل الزام فریق لاہور پر پڑتا ہے نہ کہ جماعت قادیان پر۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک رویاء

چنانچہ اس کا پہلا روشن ثبوت ہمیں آئینہ کمالات اسلام سے ملتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"۲۱ر دسمبر ۱۸۹۲ء کو ایک اور رویاء دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں۔ یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں۔ کہ وہی ہوں۔ اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کر لیتا ہے۔ سو اس وقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں علی مرتضےٰ ہوں۔ اور ایسی صورت واقع ہے۔ کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے۔ یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے۔ اور اس میں فتنہ انداز ہے۔ تب میں نے دیکھا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں۔ اور شفقت اور تودد سے مجھے فرماتے ہیں۔ کہ یا علی دعھم وانصارھم وزراعتھم۔ یعنی اے علی ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر۔ اور ان کو چھوڑ دے۔ اور ان سے منہ پھیر لے۔ اور میں نے پایا۔ کہ اس فتنہ کے وقت صبر کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مجھ کو فرماتے ہیں۔ اور اعراض کے لئے تاکید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تو ہی حق پر ہے۔ مگر ان لوگوں سے ترک خطاب بہتر ہے۔"

(حاشیہ ص۲۱۸)

اس رویاء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خداوند تعالےٰ کی طرف سے بتایا گیا تھا۔ کہ ایک زمانہ آنے والا ہے۔ جبکہ لوگوں میں سے ایک گروہ خلافت کا انکار کرے گا۔ اور وہ مسئلہ خلافت میں فتنہ انداز ہوگا۔ اور پھر ساتھ ہی خدا نے یہ بھی بتا دیا تھا۔ کہ صدق و راستی پر قدم صرف وابستگانِ دامنِ خلافت کا ہوگا۔ مگر وہ جو کہ امرِ خلافت میں مزاحم ہونگے۔ وہ خوارج کی طرح صریح غلطی میں مبتلا ہونگے۔

اب اس رویاء کے ماتحت ہمارے لئے فیصلہ کرنا بالکل آسان بات ہے۔ کیونکہ فریق لاہور ہی وہ ہے جس نے خلافت کا انکار کیا۔ اور وہی فریق مسئلہ خلافت میں سخت مزاحم اور فتنہ انداز ہوا۔ پس یقیناً اس رویاء کے مطابق فریق لاہور کا ہی قدم راستی سے منحرف ہے۔ ہاں البتہ وابستگانِ دامنِ خلافت (یعنی مبائعین) خدا اور اس کے رسول کے حضور پسندیدہ اور مقبول ہیں۔ جیسا کہ پہلے سے اس رویاء میں رسول کریم صلعم کی زبان سے بتایا گیا تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت مسیح موعود کا ایک کشف

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور مشہور کشف بھی اس فتنہ کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد علی صاحب کو رویاء میں فرمایا۔ کہ:۔

"آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

یہ کشف بالصراحت دلالت کرتا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جبکہ ان کے متعلق کہا جائے گا۔ کہ وہ بھی کبھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ پس اب دیکھ لو۔ کہ کیا مولوی محمد علی صاحب کی اس پہلی حالت پر جو ان کی قادیان میں تھی۔ تغیر آیا ہے۔ یا کہ نہیں۔ پھر جب کہ یقیناً ان پر عظیم الشان تغیر واقع ہوا۔ تو یہ بھی یقینی بات ہے۔ کہ یہ موجودہ حالت خدا کے حضور بالکل غیر صالح ہے۔ اور جب کہ کشف میں اس کی پہلے سے اطلاع موجود ہے۔ تو یقیناً ایسے امیر کی اطاعت کرنے والا فریق بھی خدا کے نزدیک بالکل حق پر نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود کا ایک الہام

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام بھی ان الفاظ میں موجود ہے۔ کہ:۔

"لاہور میں ایک بے شرم ہے۔"

(۱۳ر مارچ ۱۹۰۷ء)

اہلِ دانش اس الہام پر غور کریں۔ اور سوچیں۔ کہ خدا نے اس الہام میں کس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی

پھر اگرچہ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں ہے۔ کہ فتنہ و فساد کھڑا کرنے والے وہ لوگ تھے۔ جنہیں عام طور پر بڑا سمجھا جاتا تھا۔ مگر خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ پہلے ہی خبر دیدی تھی۔ کہ :۔

"کئی چھوٹے ہیں۔ جو بڑے کئے جائیں گے۔ اور کئی بڑے ہیں۔ جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۷)

پس خدا نے اس پیشگوئی کے مطابق بڑوں کو چھوٹا کر دیا اور جنہیں "بچہ اور ناسمجھ اور ناتجربہ کار" کہا جاتا تھا۔ انہیں کے ذریعہ سے اپنے سلسلہ کے وقار کو دنیا میں قائم فرما دیا۔ پس ان قرائن قویہ سے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات وکشوف اور آپ کی پیشگوئیوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ یہ یقینی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں فتنہ بپا کرنے پر حقیقی قصور وار خدا کے نزدیک فریق لاہور ہی ہے۔ نہ کہ جماعت قادیان۔ وھو الحق :۔

پانچہزار سپاہیوں کی حقیقت

تیسرا امر جس کو پیغام صلح نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کشف ازالۂ اوہام ص۹۷ سے نقل کرتا ہے۔ جس میں حضرت اقدس نے ایک شخص سے جو اوپر آسمان کی طرف بیٹھا تھا۔ مخاطب ہوتے ہوئے کہا ہے۔ کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ جس پر اس نے کہا۔ کہ ایک لاکھ فوج تو نہیں۔ البتہ پانچہزار سپاہی دیا جائیگا۔ اس پر پیغام صلح لکھتا ہے۔ کہ "یہ اشارہ جماعت لاہور کی طرف ہے۔ قادیانی جماعت اس میں داخل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ خود اپنی تعداد لاکھوں کی ظاہر کرتی ہے" مگر کیا یہ حیرت اور تعجب کا مقام نہیں ہے۔ کہ اس کشف میں تو پانچہزار سپاہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ مگر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی جماعت کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچی تھی۔ پس اگر اس کشف سے حقیقتاً مراد صرف پانچہزار نفوس ہی تھے تو چاہیئے تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت صرف پانچہزار ہی رہتی۔ اور وہ اس تعداد سے ہرگز نہ بڑھتی کیونکہ یہی تعداد آپ کو کشف میں بتلائی گئی تھی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت احمدیہ کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچی تھی۔ پس اب نتیجہ صاف ہے۔ اور وہ یہ کہ ان پانچہزار سے مراد پانچہزار احمدی نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر احمدی ہی ہوتے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ جماعت کی تعداد اس سے نہ بڑھتی۔ مگر نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا۔ اور پانچہزار کی بجائے خدا نے پانچ لاکھ کی جماعت آپؑ کی زندگی میں ہی آپؑ کو دیدی۔ پس اس کشف سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آپؑ کی جماعت پانچ ہزار ہو گی۔ واقعات صحیحہ کے بالکل ہی مخالف ہے۔

پھر دوسری بات قابل غور یہ بھی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کی نسبت یہ پیشگوئی فرماتے ہیں کہ "یہ تمام ملکوں میں پھیل جائیگی۔ اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر غالب آئیگی۔ اور وہ دن آتے ہیں۔ بلکہ قریب ہیں۔ کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔" پس جب اس قدر غلبہ اور تفوق کی پیشگوئی موجود ہے۔ تو پھر باوجود ان پیشگوئیوں کے اور باوجود ان واقعات صحیحہ کے یہی کہنا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت صرف پانچہزار نفوس پر مشتمل ہونی چاہیئے اور وہ چونکہ ہم ہیں۔ اس لئے ہم ہی سچے ہیں۔ کس قدر اس پیشگوئی کے سراسر خلاف کہنا ہے۔ یقیناً حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت دنیا میں بڑھیگی۔ اور وہ پانچہزار نہیں۔ بلکہ کروڑوں کروڑ کی تعداد میں ہو جائیگی۔ اور پھر اتنا تو سوچو۔ کہ اگر صرف پانچہزار آدمی ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنا تھا۔ تو اس طرح تو نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہی لیظھرہ علی الدین کلہ۔ رائگاں چلی جاتی ہے۔ اور کہنے والے معترض کو موقع ملتا ہے۔ کہ وہ یہ کہے۔ کہ یہ ناکامی نہیں تو اور کیا ہے؟

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پانچہزار سپاہیوں کا ملنا یقیناً پانچہزار احمدیوں کا ملنا نہیں ہے۔ وگرنہ (الف) خود حضرت اقدس کی زندگی میں ہی اس مقررہ تعداد سے جماعت کی تعداد نہ بڑھتی۔ حالانکہ وہ بڑھ گئی۔ (ب) اور پھر اگر پانچہزار احمدی ہی مراد ہیں۔ تو لازم آتا ہے۔ کہ ساری دنیا میں تمام مذاہب اپنی پوری شوکت سے قائم رہیں۔ اور یہ جماعت سخت کمزوری کی حالت میں رہے۔ حالانکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ یہ سلسلہ اس قدر ترقی کرے گا۔ کہ باقی تمام مذاہب اس کے مقابل پر ہیچ ہو جائیں گے (ج) اور پھر اگر پانچہزار احمدی مراد ہوں۔ تو اس طرح ایک قسم کی ناکامی نظر آتی ہے۔ اور خدا کے پیارے دنیا میں ناکام نہیں ہوا کرتے :۔

کشف کا حقیقی مفہوم

اب جب کہ یقینی طور پر ثابت ہو چکا۔ کہ ان پانچ ہزار سپاہیوں سے مراد پانچ ہزار احمدی نہیں ہیں۔ تو پھر سوال رہ جاتا ہے۔ کہ آخر اس کا کیا مفہوم ہے۔

سو جان لینا چاہیئے۔ کہ اس کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی روحانی امداد کے لئے ایک لاکھ ملائکہ کی خواہش ظاہر کی تھی۔ مگر آپؑ کو بجائے ایک لاکھ کے صرف پانچ ہزار ملائکہ دیئے گئے۔ اور یہ اس لئے کہ قرآن مجید میں مومنوں کو جہاں ملائکہ سے امداد دیئے جانے کا ذکر ہے وہاں زیادہ سے زیادہ پانچہزار کی ہی تعداد بیان فرمائی گئی ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یمددکم ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ مسومین (پ ۴ سورۃ آل عمران)

پس چونکہ قرآن میں زیادہ سے زیادہ پانچہزار ملائکہ کی امداد دیئے جانے کا ذکر ہے۔ اس لئے آپؑ کو بھی ایک لاکھ ملائکہ نہ ملے۔ بلکہ پانچہزار۔ اور یہی اس کشف کا حقیقی مفہوم ہے۔ وگرنہ دوسرا مفہوم تو کسی صورت میں بھی چسپاں نہیں ہو سکتا :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفسیر القرآن کی حقیقت

چوتھی بات جس کو "پیغام صلح" نے بیان کیا ہے۔ یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش تھی۔ کہ قرآن مجید کی ایک تفسیر طیار کر کے اور انگریزی میں اس کا ترجمہ کرا کے ممالک یورپ میں بھیجی جائے۔ اور لکھا ہے۔ کہ "اب خدا را غور کرو۔ اور سوچو۔ کہ یہ کام آپ کا کس نے کیا"!

ہمیں اس سے قطعاً انکار نہیں ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے قرآن مجید کی ضرور تفسیر کی ہے۔ اور اُسے ممالک یورپ میں انگریزی میں ترجمہ کرا کے بھی بھیجا ہے۔ مگر ہمیں اس بات کے ماننے میں ضرور تامل ہے۔ کہ آیا یہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے ماتحت ہے۔ یا کہ نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پر لکھ دیا تھا۔ کہ:۔

"میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا۔ کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ جیسا مجھ سے یا اُس سے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ ہی میں داخل ہے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۷۳)

اب اگرچہ مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر بہت سے عقائد میں آپ سے صریح اختلاف رکھتے ہیں۔ پھر ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاخ میں شامل اور آپؑ میں ہی داخل ہیں اور پھر خصوصاً جبکہ مسیح موعود علیہ السلام کا یہ کشف بھی موجود ہے۔ کہ "آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے"۔ تو ان الفاظ کے ہوتے ہوئے ہمیں کہنا پڑتا ہے۔ کہ آپ کی موجودہ تفسیر اگرچہ فی نفسہ اسلام کی ایک خدمت ہے۔ مگر وہ تفسیر ہرگز نہیں کہلا سکتی۔ جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اشتیاق تھا۔

دوسرا قرینہ اس امر پر کہ آپ کی تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء عالی کو پورا نہیں کر سکتی۔ یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب جب کہ قادیان سے روانہ ہوئے۔ تو قریباً تین ہزار روپیہ کا سامان کتب و ٹائپ رائٹر کی صورت میں ترجمۃ قرآن کے نام سے اپنے ساتھ عاریۃً لیکر گئے۔ اور کچھ ایسے لے گئے۔ کہ بعد میں اس کے دینے سے انہوں نے باوجود تقاضا کے انکار کر دیا۔ پس ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ غصب کا بدنما عمل کرنیوالا شخص بھی جب ایک تفسیر لکھے۔ تو ہم اُسے ایک ایسے مقدس انسان کی مبارک خواہش کا عملی نمونہ قرار دے سکیں۔ جس نے صاف طور پر لکھ دیا تھا کہ سوائے اُس کے جو میری شاخ ہے۔ اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اور کسی سے یہ کام نہیں ہوسکے گا۔ پس خدا را غور کرو۔ کیا ایسے شخص کی تفسیر فی الواقع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے مطابق قرار دی جا سکتی ہے جب نہیں۔ تو پھر اسے آپؑ کی طرف منسوب کرنا کیونکر صحیح کہلا سکتا ہے؟

ہاں اگر حضرت "امیر ایدہ اللہ" کو اپنے علم پر غرّہ اور اپنے فضل و کمال پر ناز ہو۔ اور انہیں قرآن مجید کے معارف و حقائق بیان کرنے پر گھمنڈ ہو۔ تو ہمارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ کھلا چیلنج اب تک ان الفاظ میں موجود ہے۔ کہ وہ

"آئیں۔ بالمقابل بیٹھ کر قرآن کریم کی کسی آیت یا رکوع کی تفسیر لکھیں۔ اور دیکھیں کہ وہ کون ہے۔ جس کے لئے خدا تعالےٰ معارف اور حقائق کے دریا بہاتا ہے۔ اور کون ہے جس کو خدا تعالیٰ علوم کا سمندر عطا کرتا ہے"!!

(عرفان الٰہی صفحہ ۹۲)

مجھے امید رکھنی چاہیئے۔ کہ "اہل پیغام" میری ان سطور پر نہایت متانت اور سنجیدگی سے غور کرینگے۔ اور خدا سے یہ دعا کرینگے۔ کہ وہ انہیں صحیح اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ حقیقی طور پر وہ خدا کی رضا حاصل کرنیوالے ہوں۔ اور اس کی رحمتوں کے وہ جاذب ہوں۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان دار الامان)

عیسائی مشن

بائیبل کی تہذیب کا آٹھواں نمونہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

قارئین کرام۔ اب میں بائیبل کی تہذیب کا آخری نمونہ دکھلانے کے لئے آپ کو غزل الغزلات کے چند اقتباس نقل کر کے دکھلاتا ہوں۔ انہیں پڑھیئے اور خود ہی اعتراض کرنے والوں کو دندان شکن جواب دیجیئے۔ لکھا ہے:۔

"میرا محبوب میرے لئے مُر کا ایک بستہ ہے۔

وہ ساری رات چھاتیوں کے درمیان

دھرا رہے گا۔ میرا معشوق مہندی کے پھولوں کا ایک دستہ ہے۔ جو عین جدی کے انگوری باغوں میں سے ہے۔ دیکھ تو خوش منظر ہے۔ اے میرے جانی دیکھ تُو خوشرو ہے۔ تو کبوتر چشم ہے۔ دیکھ تو ہی خوبصورت ہے۔ اے میرے محبوب بلکہ دل پسند ہے × × × × × × ×

میں اُس کے سائے میں نہایت خوش ہو کے بیٹھی ہوں۔ اور اس کا پھل میرے منہ میں میٹھا

لگا۔ وہ مجھ کو مے خانہ کے اندر لایا

اور اُس کا جھنڈا جو مجھ پر تھا عشق ہے

انجیر کے قرصوں سے مجھ کو قرار دو۔

سیبوں سے مجھ کو تازہ دم کرو۔

کیونکہ میں عشق کی بیمار ہوں۔ اُس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بایاں ہاتھ میرے سر تلے ہے ۔ اور اُس کا داہنا ہاتھ مجھے اپنے گلے سے لگاتا ہے ۔ اے یروشلم کی بیٹیو! میں غزالوں اور میدان کی ہرنیوں کی قسم تمہیں دیتا ہوں ۔ کہ تم میری پیاری کو نہ جگاؤ ۔ اور اُسے نہ اٹھاؤ ۔ جب تک کہ وہ اُٹھنے نہ چاہے ''

(۱ / ۱۳ تا ۱۶ و ۲ / ۳ تا ۷)

پھر لکھا ہے :۔

'' وہ میرے محبوب کی آواز ۔ دیکھ وہ پہاڑوں پر سے کودتے اور ٹیلوں پر سے پھاندتے ہوئے آتا ہے ۔ میرا محبوب آہو یا جوان ہرن کی مانند ہے ۔ دیکھ وہ ہماری دیوار کے پچھواڑے کھڑا ہے ۔ وہ کھڑکیوں سے جھانکتا ہے ۔ جھنجھریوں سے آپ کو دکھاتا ہے ۔ میرے محبوب نے جواب دیا ۔ اور مجھ سے کہا ۔ اٹھ اے میری پیاری اے میری نازنین چلی آ ۔ کیونکہ دیکھ جاڑا گذر گیا ۔ اُس موسم کا بھاری مینہ برس چکا اور نکل گیا ۔ زمین پر پھولوں کی بہار ہے ۔ چڑیوں کے چہچہانے کا وقت آ پہنچا ۔ اور ہماری سرزمین میں قمریوں کی آواز سننے میں آتی ہے ۔ انجیر کے درختوں میں ہرے انجیر پکنے لگے ۔ اور تاکوں کے پھولوں سے خوشبو آتی ہے ۔ سو اٹھ اے میری عزیزہ اے جمیلہ چلی آ '' (۲ / ۸ تا ۱۳)

پھر لکھا ہے :۔

'' اے میری بو آ میری زوجہ تو نے میرا دل غارت کیا ۔ تُو نے ہی اپنی آنکھوں میں سے ایک آنکھ سے ۔ اپنے گلے کی ایک زنجیر سے میرے دل کو غارت کیا ہے اے میری بہن ۔ میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے ۔ تیری محبت مئے سے کتنی زیادہ لذیذ ہے ۔ اور تیرے عطروں کی ریح ساری خوشبوؤں سے ۔ تیرے ہونٹوں سے شہد کے قطرے ٹپکتے ہیں ۔ اے میری زوجہ شہد و شیر تیری زبان کے تلے ہیں '' (۴ / ۱۰ تا ۱۱)

یہ بھی لکھا ہے :۔

'' میرے محبوب نے اپنا ہاتھ روشندان کی راہ سے بڑھایا ۔ اور میرے دل و جگر میں اس کی طرف جنبش ہوئی ۔ میں اپنے محبوب کے لئے کھولنے کو اُٹھی ۔ اور میرے ہاتھوں سے مُر ٹپکا ۔ میری انگلیوں سے خوشبو مُر کی ٹپکی ۔ قفل کے قبضوں پر پڑی ۔ میں نے اپنے محبوب کے لئے کھولا ۔ پر میرا محبوب پھر کے چلا گیا تھا ۔ میں ہوش میں نہ تھی ۔ جبکہ وہ مجھ سے بولا ۔ میں نے اُسے ڈھونڈا پر نہ پایا ۔ میں نے اُسے پکارا ۔ پر اُس نے مجھے جواب نہیں دیا ۔ ناکے بندی جو شہر میں پھرتے مجھے ملے ۔ انہوں نے مجھے مارا ۔ اور گھائل کیا ۔ ہاں شہر پناہ کے ناکے بندی میرا دوشالہ لے گئے ۔ اے یروشلم کی بیٹیو ۔ میں تمہیں قسم دیتی ہوں ۔ کہ اگر تمہیں میرا محبوب مل جائے ۔ تم اسے کہیو ۔ کہ میں عشق کی بیمار ہوں '' (۵ / ۴ تا ۸)

پھر لکھا ہے :۔

'' تیرے پاؤں کہ گرگابیاں پہنے ہوئے اے شہزادی کیا خوب معلوم ہوتے ۔ تیرے کولوں کی گولائی جواہر کی لڑی کی مانند ہے جسے کسی استاد کاریگر نے بنایا ہے ۔ تیری ناف گول پیالہ ہے جس میں ملائی ہوئی مے کی کمی نہیں ۔ تیرا پیٹ گیہوں کی ایک ڈھیری ہے ۔ جس کے آس پاس سوسن لگی ہیں ۔ تیری دو چھاتیاں دو آہو بچوں کی مانند ہیں ۔ جو ایک ساتھ پیدا ہوئے تھے ۔ تیری گردن ہاتھی دانت کے بُرج کی مانند ہے × × × اے محبوبہ تو کیسی جمیلہ ہے ۔ عیش کے لئے تُو کیسی جانفزا ہے ۔ یہ تیری قامت تاڑ کی مثال ہے ۔ اور تیری چھاتیاں انگوروں کے گچھوں کی مانند ہیں ۔ میں نے کہا ۔ کہ میں اِس تاڑ پر چڑھوں گا ۔ اور اسکی شاخوں کو تھام رکھوں گا '' (۷ / ۱ تا ۸)

یہ بھی لکھا ہے :۔

'' میں اپنے محبوب کی ہوں ۔ وہ مجھ پر مائل ہے ۔ اے میرے محبوب چل ہم کھیتوں کے درمیان سیر کریں ۔ اور گاؤں میں رات کو کاٹیں ۔ پھر تڑکے انگوری باغوں میں چلیں اور دیکھیں ۔ کہ تاک لہلہا رہی ہے ۔ اور اُس کے پھول نکلے ہیں ۔ اور انار کی کلیاں کھلیں ہیں ۔ وہاں میں اپنی محبت تجھ پر جتاؤں گی × × × × اُس کا بایاں ہاتھ میرے سر کے تلے ہے ۔ اور اُس کا داہنا مجھے گلے سے چپٹا لے گا '' (۷ / ۱۰ تا ۱۲ و ۸ / ۳)

اِس مرقومہ بالا اقتباس میں جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ۔ وہ یقیناً شہوات کو برانگیختہ کرنیوالا اور انسانی قلب میں ایک خطرناک ہیجان برپا کرنے والا ہے ۔ مگر حیرت اور تعجب ہے ۔ کہ عیسائی مرد کیا اور عیسائی عورتیں کیا تمام کے تمام انہیں پڑھتے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔ مگر انہیں خیال تک بھی کبھی نہیں آیا۔ کہ ان خدائی الہامات میں کس قدر فحش الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور کسقدر تہذیب اور شائستگی سے گرے ہوئے واقعات کا اندراج کیا گیا ہے۔ پس جب خود بائیبل اس قدر ننگے الفاظ میں تمام دنیا کے سامنے بعض حقیقتوں کا اظہار کر سکتی ہے۔ تو پھر قرآن پر اعتراض کرنے والے خود ہی سوچ لیں۔ کہ ان کا پہلا وار کس کتاب پر پڑیگا۔

دعا

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمارے مخالفین کو عقل اور سمجھ سے کام لینے کی توفیق عنایت فرمائے تاکہ بجائے نکمی اور فضول باتوں کے ٹٹولنے کے وہ قرآن مجید کے محاسن اور فضائل دیکھیں۔ اور پھر غور کریں۔ کہ وہ کونسی ایسی کتاب ہے۔ جو انسان کو حقیقی طور پر خدا کا مقرب بنا سکتی ہے۔ اور یقیناً جب وہ غور کرینگے۔ تو انہیں صرف ایک ہی کتاب دنیا میں نظر آئیگی۔ جس کا مبارک نام قرآن مجید ہے وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(خاکسار محمد یعقوب (مولوی فاضل)

بابی مشن

بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت
اور
اہلحدیث اور صابری کی حماقت

۲۷ ستمبر کے اخبار اہلحدیث میں بریلی کا (جہاں کا پاگل خانہ مشہور ہے۔) ایک شخص محمد حسین صابری عیسائیوں اور آریوں کی نقل کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"مرزائیت کے بنیادی اصول بہائیت کی نقل ہیں۔ اور جس قسم کے دعاوی اور دلائل کے ساتھ بہائی مذہب دنیا میں نمودار ہوا ہے۔ اُسی قسم کے دلائل مرزائیت کی مایۂ ناز ہیں۔ چنانچہ مرزائیت کی پیغامی پارٹی بھی اُس کو تسلیم کرتی ہے۔"

جواب: اگرچہ یہ ایک فرسودہ اعتراض ہے۔ جس میں آج بھی یہ اساطیر الاولین کہنے والوں کی روح بول رہی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کہ قرآنی تعلیم کو سرقہ اور کتب سابقہ کی نقل کہنے والے حق بجانب ہیں؟ اور کیا یہ وہی اعتراض نہیں۔ جو آریہ عیسائی عام طور پر اسلام اور قرآن شریف پر کرتے ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے۔ تو بتاؤ تم نے یہ اعتراض کرتے وقت کیا آریہ اور عیسائیوں کی نقل نہیں کی؟

بہائی اصول یہ ہے۔ کہ قرآن منسوخ ہو گیا۔ بہاء اللہ نبی نہیں۔ قیامت سے مراد باب اور بہاء اللہ کا زمانہ ہے۔ مکہ شریف قبلہ نہیں۔ بہاء اللہ آنحضرت صلعم سے افضل و برتر ہے۔ اب احمدی اصول ملاحظہ ہو۔ کہ قرآن شریف رہتی دنیا تک منسوخ نہ ہوگا۔ یہ خدا کی آخری کتاب ہے۔ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں قیامت سے مراد حشر و نشر (یعنی دنیا کا آخری دن جس کے بعد لوگ دوبارہ قبروں سے اٹھائے جائینگے) ہے۔ مکہ شریف ہی ساری دنیا کے لئے قبلہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین کے سردار ہیں۔ آپ خدا کے بعد خدا کی مخلوق میں سب سے افضل و برتر ہیں۔ آپ سے بڑا انسان نہ کوئی پہلے ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔

بتاؤ! کیا بہائیت کی نقل اسی کو کہتے ہیں۔ اگر تم احمدیت کا ایک اصول بھی بہائیت کی نقل ثابت کردو۔ تو منہ مانگا انعام پاؤ۔ یہ ہمارا تم کو چیلنج ہے۔ کیا میدان میں آؤگے؟

دوسرا چیلنج یہ ہے۔ کہ کیا تم اسلام کی کوئی تعلیم ایسی بتا سکتے ہو۔ جو کہ کتب سابقہ میں موجود نہ ہو؟ جب تم بتاؤ گے۔ تو ہم تمہیں دکھا دینگے۔ کہ یہ پہلی کتاب کی نقل ہے۔

صابری لکھتا ہے:۔

"میں اس بات کا مدعی ہوں۔ کہ بہاء اللہ ایرانی کا دعویٰ الوہیت کا نہیں تھا۔"

جواب:۔ مدعی ہونا کس کام کا جب تک کوئی ثبوت نہ ہو۔ کیا بابی اور بہائی اس امر کے مدعی نہیں کہ قرآن منسوخ ہو چکا ہے۔ اور اس پر انہوں نے کئی رسالے نہیں لکھے۔ تو کیا واقعی قرآن منسوخ ہو چکا ہے؟ اسی طرح فرعون مدعی تھا۔ کہ میں خدا ہوں۔ تو کیا محض دعوے سے وہ خدا بن گیا؟ پس آپ کوئی دلیل پیش کریں۔ کہ بہاء اللہ نے ادعاء الوہیت نہیں کیا۔ آپ تو بقول خود غیر بہائی ہو کر دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ "بہاء اللہ ایرانی کا دعویٰ الوہیت کا نہیں تھا" لیکن بہائی اور بہائی بھی کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ بڑے بڑے صاحب اقتدار بہائی۔ جو بہاء اللہ کے خاص الخاص حواری اور مخلص تھے۔ وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ "بالوہیت حقی لایزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم" (بہجۃ الصدور صفحہ ۳۶۷) کہ ہم حضرت بہاء اللہ کی الوہیت اور خدا ہونے پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ اور اس کو حیّ و قیوم مانتے ہیں۔

اب فرمائیے! آپ کی مانیں یا گھر والوں کی؟ اور آپ کے دعویٰ کی ان کے دعویٰ کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے۔ کیا آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟

صابری لکھتا ہے:۔

"جناب مرزا صاحب کی طاقت نہیں۔ کہ وہ بہاء اللہ کے مقابلہ پر نکل سکیں۔"

جواب:۔ بے شک جس طرح حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ بھی بہاء اللہ کے مقابلہ میں نہیں پیش کئے جا سکتے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ اور بہاء اللہ نبوت کا مدعی نہیں۔ پس نبی اور غیر نبی کا مقابلہ کیا۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

صابری لکھتا ہے:۔

"بہاء اللہ نے اتنی دعائیں مانگی ہیں۔ اور اسقدر مناجاتیں اللہ تعالےٰ کی جناب میں پڑھی ہیں۔ کہ جناب مرزا صاحبؑ کی ساری زندگی میں اُس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عشر عشیر بھی کوئی ثابت نہیں کرسکتا۔"

جواب:۔ جو دعائیں بہاء اللہ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ان کے متعلق یہ ثابت نہیں۔ کہ یہ بہاء اللہ کی دعائیں ہیں۔ اور اُس نے اللہ تعالےٰ کی جانب میں یہ مناجاتیں کی ہیں۔ کیونکہ ادعیہ محبوب جو بہائی مذہب کی دعاؤں کی کتاب ہے۔ بہاء اللہ کی تصنیف نہیں۔

دوسرے اگر مان لیا جائے۔ کہ یہ بہاء اللہ ہی کی ہیں۔ تو یہ اُس نے بطور تعلیم کے اپنے خدا ماننے والوں کو سکھلائی ہیں۔ کہ تم جو مجھ کو خدا مانتے ہو۔ مجھ سے ان الفاظ میں دعائیں مانگا کرو۔ جس طرح کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو دعائیں تعلیم کی ہیں۔ کہ اس طرح مجھ سے دعا کیا کرو۔ مثلاً ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ تو کیا اب کوئی دیانتدار کی طرح یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ قرآن کا خدا۔ خدا نہیں۔ کیونکہ وہ خود دعائیں مانگتا ہے۔ لہٰذا بہاء اللہ کا مناجاتیں لکھنا اس امر کی دلیل نہیں۔ کہ مدعی الوہیت نہیں کیونکہ بہاء اللہ کی نسبت اہل بہاء اللہ خود مانتے ہیں۔ کہ ہماری دعائیں اور مناجاتیں بلکہ تمام راز و نیاز بہاء اللہ سے ہیں۔ اس کے سوا ہماری دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا کوئی نہیں۔ جیسا کہ دروس الدیانۃ درس ۱۹ میں لکھا ہے:۔

"در قلب باید متوجہ بجمال قدم و اسم اعظم باشیم۔ زیرا کہ مناجات و راز و نیاز ما با اوست۔ و شنوندۂ جز او نیست و اجابت کنندہ غیر او نہ"

اس کی مزید تائید ملاحظہ ہو۔ عبدالبہاء جو بہاء اللہ کا بیٹا اور جانشین ہے۔ لکھتا ہے:۔

"من عبدالبہاء ہستم حضرت بہاء اللہ بے مثل و نظیر است کل باید توجہ بہاء اللہ نمائند در دعاء" (بدائع الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

کہ میں بہاء اللہ کا بندہ اور عبد ہوں۔ حضرت بہاء اللہ بے مثل و بے نظیر ہیں۔ تمام لوگوں کو چاہیئے۔ کہ دعاؤں میں اپنی توجہ بہاء اللہ کی طرف رکھیں"

پس اگر (بقول صابری) یہ دعائیں جو بہاء اللہ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ کہ اُس نے کی ہیں۔ تو بہاء اللہ کے اس دعویٰ کی موجودگی میں کہ وہ عالم الغیب اور خالق الاشیاء ہے۔ اور منزل کتب ہے۔ ان دعاؤں کی وہی تاویل ہوگی۔ جو عیسائی حضرت مسیح کو خدا مانتے ہوئے اُن کی دعاؤں کی نسبت کرتے ہیں۔ جو اناجیل میں مرقوم ہیں۔ کہ بلحاظ انسان کامل ہونے کے یسوع نے یہ دعائیں مانگی تھیں۔ نہ بلحاظ خدا ہونے کے۔ اسی طرح بہاء اللہ کی ان دعاؤں کی یہی تاویل ہوگی۔ اور اگر بہائی لوگ فی الحقیقت بہاء اللہ کو خدا نہیں مانتے۔ تو بتائیں۔ کہ پھر عبدالبہاء اور دوسرے تمام بہائی۔ بہاء اللہ سے دعائیں کیوں مانگتے آئے ہیں۔ بہائیوں نے تو ہمارے اس مطالبہ کا ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ اور نہ دے سکتے ہیں۔ اب آپ ہی ذرا تکلیف گوارا فرمائیں۔ اور ہمارے اس مطالبہ کا جواب دیں۔

صابری لکھتا ہے:۔

"کیا مرزائیوں کے نزدیک حضرت مسیح نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ اگر ایسا ہے۔ تو مرزائی ایمان کا حال معلوم"

جواب:۔ بریلی کے اس پاگل کا یہ اعتراض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اس ارشاد پر ہے۔ کہ:۔

"کہا جاتا ہے۔ بہاء اللہ تو خود خدا سے دعائیں مانگتا ہے۔ پھر وہ خدائی کا دعویٰ کیونکر کرسکتا ہے۔ مگر یہ دھوکا ہے۔ عیسائی یسوع مسیح کو خدا مانتے ہیں یا نہیں؟ پھر انکی کتابوں میں لکھا ہے یا نہیں۔ کہ یسوع مسیح خدا سے دعائیں مانگتے تھے بات یہ ہے کہ وہ (بہائی) اپنے عقیدہ کے لحاظ سے جس قسم کا خدا سمجھتے ہیں ویسا ہی بہاء اللہ کو مانتے ہیں"

کہوں کھیت کی سنے کھلیان کی اسی کو کہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح تو عیسائیوں کا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ لیکن بریلی کا یہ شخص اپنی حماقت کا ثبوت یوں دیتا ہے۔ کہ "مرزائیوں کے نزدیک حضرت مسیح نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا"

بریں عقل و دانش بباید گریست

اس کے بعد صابری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر چشمہ مسیحی سے پیش کی ہے۔ جس میں حضرت صاحب نے حضرت مسیح کی اُس دعا کے متعلق جو صلیب پر چڑھتے وقت بڑی عاجزی سے انہوں نے خدا کی جناب میں کی تھی۔ کہ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ کہ اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔ لکھا ہے:۔

"کیا جو شخص اس عاجزی سے خدا کو پکارتا ہے۔ اور اقرار کرتا ہے۔ کہ خدا میرا رب ہے۔ اُس کی نسبت کوئی عقلمند گمان کرسکتا ہے۔ کہ اُس نے درحقیقت خدائی کا دعویٰ کیا"

صابری کہتا ہے:۔

"مرزا صاحب کا یہ بیان بالکل صاف ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے آگے عاجزی سے دعائیں کرنیوالا ہو۔ وہ توحید کا اقرار کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کے کسی لفظ سے دھوکا کھا کر اُسے مدعی الوہیت کہنا بے عقلوں اور نادانوں کا کام ہے"

جواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد حضرت مسیح کی نسبت بالکل صحیح ہے۔ ان کو جو مدعی الوہیت کہتا ہے۔ وہ بیشک عقلمند نہیں۔ کیونکہ وہ خود خدا کی جناب میں عاجزی سے دعائیں کرتے تھے۔

لیکن بہاء اللہ کی نسبت یہ ثابت نہیں۔ کہ اُس نے کبھی ایسی عاجزی سے خدا سے دعائیں کی ہوں۔ لہٰذا جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے۔ اُسے پہلے اس بات کا ثبوت دینا چاہیئے۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے۔ کہ اُس نے یہ مناجاتیں خدا سے نہیں کیں۔ بلکہ اپنے خدا ماننے والوں کو تعلیم کی ہیں۔ پس اُس صورت میں جب یہ ثابت ہو جائے کہ ان دعاؤں کا مصنف بہاء اللہ ہے۔

دوسری بات کا جواب کہ جو شخص عاجزی سے دعائیں کرنے والا ہو۔ اُس کو مدعی الوہیت کہنا بے عقلوں اور نادانوں کا کام ہے۔ سو یہ خود اہل بہاء کہتے ہیں۔ پس بہائی اصطلاحوں اور عقائد کو اگر دیانتداری سے مدنظر رکھا جائے۔ تو کوئی بڑی [illegible] + (حافظ سلیم احمد اٹاوی)

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)